25577

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز اور مکرم مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں

کہ ایک صاحب جو کہ معاوضہ لیکر تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں مختلف گھروں میں

مختلف اوقات میں۔ اور یہ تقریباً پانچ یا چھ گھر ہیں۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ صاحب مذکورہ بالا کام ایک دوسرے

صاحب کی ذمہ داری میں دیکر خود کہیں اور چلا جاتا ہے اور جس دوسرے صاحب

کو ذمہ داری دے دیتے ہیں۔ اُس سے تین یا 4 مہینوں کا ایڈوانس پیسے وصول

کر کے وہ خود چلا جاتا ہے اور اس مذکورہ طور طریقے پر وہ یہ ذمہ داری دوسرے

صاحب کے حوالے کر دیتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی گھر کا ٹیوشن ختم ہوجائے تو یہ نقصان دوسرے

شخص کا ہوتا ہے پہلے شخص کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ مذکورہ بالا خطرہ (اگر کسی کی ٹیوشن ختم ہونا کا)

کے پیش نظر کیا اس طرح کا لین دین کرنا اُس کیلئے جائز ہے یا ناجائز؟

والسلام۔

دار الافتاء
فتوی نمبر ۳۲/۲۱/۵۰
مورخہ

وضاحت: سائل نے فون پر وضاحت کی ہے کہ پہلے قاری صاحب گھروالوں کی رضامندی سے دوسرے قاری صاحب کو ٹیوشن سپرد کرتے ہیں، البتہ گھروالوں کو عوض لینے کا علم نہیں ہوتا کہ پہلے قاری صاحب نے دوسرے قاری صاحب سے پیسے لیے ہیں۔

بندہ سلیم اختر بن شبیر احمد

پتہ۔ کورنگی کراسنگ اللہ والا ٹاؤن

دکان نمبر 608

موبائل۔ 0306-1815818

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## الجواب حامداً و مصلیا

واضح رہے کہ جمہور فقہائے متاخرین نے "النزول عن الوظائف" یعنی مال لے کر اپنا عہدہ خالی کرنے اور اپنا عہدہ چھوڑنے کی گنجائش دی ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں پہلے قاری صاحب کا دوسرے قاری صاحب کے لئے ٹیوشن چھوڑنا اور اس تنازل یا سمسرہ کے عوض دوسرے قاری صاحب سے متعین اجرت لینا درست ہے اور اس کی گنجائش ہے، البتہ ٹیوشن چھوڑنے کے بعد سے اگلے مہینوں کی فیس دوسرے قاری صاحب کا حق ہے، پہلے قاری صاحب کے لئے اگلے مہینوں کی فیس لینا درست نہیں ہے، یعنی اگر کسی گھر کا ٹیوشن ختم ہو جائے تو اس صورت میں پہلے قاری صاحب کسی قسم کے نقصان کے ذمہ دار نہیں ہونگے۔ البتہ اس کام کو اپنا پیشہ بنالینا کہ نئے ٹیوشن ڈھونڈ ڈھونڈ کر پرانے ٹیوشن دوسرے کے سپرد کرنا پسندیدہ کام نہیں ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے۔

**بحوث في قضايا فقهية معاصرة– القاضي محمد تقي العثماني – (١ / ٩٤)**

المختار عند الحنفية أن حق الوظيفة، وإن كان لا يجوز بيعه، ولكن يجوز النزول عنه بمال، وكذلك حق استئجار الدار أو الحانوت، لا يجوز بيعه، ولكن يجوز التنازل عنه بعوض مالي.

**بحوث في قضايا فقهية معاصرة– القاضي محمد تقي العثماني – (١ / ٨٤)**

والذى يتلخص من كلام الفقهاء في هذا الباب أن بيع حق الوظيفة لا يجوز عندهم، ولكنه يجوز عند جمهور الفقهاء المتأخرين أن يتنازل صاحب الوظيفة عن حقه، ويأخذ على ذلك مالا من الذي تنازل في حقه.

**صحيح البخاري–نسخة طوق النجاة – (١ / ٢٠٠)**

باب أجر السمسرة ولم ير ابن سيرين وعطاء وإبراهيم والحسن بأجر السمسار بأسا وقال ابن عباس لا بأس أن يقول بع هذا الثوب فما زاد على كذا وكذا فهو لك * وقال ابن سيرين إذا قال بعه بكذا فما كان من ربح فهو لك (فلك) أو بيني وبينك فلا بأس به وقال النبي ﷺ المسلمون عند شروطهم

**مصنف ابن أبي شيبة – ترقيم عوامة – (٦ / ٥٧٨)**

٢٦٥- في أجر السمسار. ٢٢٤٩٨ - حدثنا حماد بن خالد ، عن سفيان ، عن حماد : أنه كان يكره أجر السمسار إلا بأجر معلوم

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (٦ / ٤٧)

قال في البزازية: إجارة السمسار والمنادي والحمامي والصكاك وما لا يقدر فيه الوقت ولا العمل تجوز لما كان للناس به حاجة ويطيب الأجر المأخوذ لو قدر أجر المثل ................... والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب

ثناء الله ميمن غفرله ولوالديه
دار الافتاء جامعه دار العلوم کراچی
۱۴/ربیع الثانی/۱۴۴۱ھ
12/دسمبر/2019ء

الجواب صحیح
محمد یعقوب ...

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف عثمانی عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۱۴/ربیع الثانی/۱۴۴۱ھ
12/دسمبر/2019ء

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ ...
۱۶-۴-۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب ...
۱۴/۴/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح
۱۴/۴/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح
۱۶/۴/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح
...
۱۶/۴/۱۴۴۱ھ

مفتی
دار العلوم کراچی

دار الافتاء
فتوی نمبر ۵۰/۱۲۳۳
۱۶/ربیع الثانی/۱۴۴۱ھ
۱۳/دسمبر/۲۰۱۹

Scanned by CamScanner